مطبوعات

ماہنامہ بیّنات - اشاعت خاص
بیاد علامہ سیّد محمد یوسف بنّوری

ضخامت : آٹھ سو سے زائد صفحات
قیمت : نامعلوم
سرورق کتابت، طباعت اعلیٰ، متعدد صفحات مصور
پتہ: جامعۃ العلوم الاسلامیہ، نیو ماڈل ٹاؤن، کراچی ۵

یہ اشاعتِ خاص کتاب کی کتاب ہے جسے بہت محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔ مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کی شخصیت بڑی قدر و قیمت کی حامل ہے۔ اسلامی نظامِ حیات کے قیام کے لیے فکری رہنمائی کی غرض سے جو اسلامی کونسل چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر نے قائم کی تھی، مرحوم اس کے رکن تھے، اور پیشِ نظر کام کے لیے اپنے علم و مطالعہ اور صلاحیت و قابلیت کے لحاظ سے بے حد موزوں تھے، مگر قبل اس کے کہ کونسل میں آپ کی خدمات اور کارنامے نمایاں ہو کے سامنے آتے، آپ کو بزمِ آخرت میں شرکت کے لیے طلب کر لیا گیا۔ برحق، کہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔

ادارۂ بیّنات نے مولانا بنوری کی یاد میں جو اشاعتِ خاص پیش کی ہے۔ اس میں زیادہ تر سوانحی اور تاثراتی مواد شامل ہے، جسے ۵۰، ۶۰ اصحابِ علم و نظر اور اربابِ قلم و قرطاس کے تعاون سے جمع کیا گیا ہے۔ قدرتی طور پر خاصا تنوع نگارشات میں ہے۔ مرحوم کی ذہنی دنیا، اُن کے مشاغل، اُن کی شخصیت اور اُن کے کردار کی بہت سی جھلکیاں سامنے آتی ہیں۔ مرحوم کے اساتذہ، معاصرین، تلامذہ، اعزہ و احباب کی شخصیتوں کے عکس بھی دکھائی دیتے ہیں۔

دوسرا رُخ:

علماء کی بزرگی تسلیم، احترام واجب، آداب و القاب برحق! مگر یہ عجیب بیماری ہے کہ علماء اپنے دائرے کے علماء کے لیے بہت ہی غیر معمولی تعظیمی الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ تاثر یہ ہوتا ہے کہ پوری

محفل میں گویا ایک ہی شخص تھا۔ مرحوم مولانا یوسف بنوری کے لیے پُرزور حمدیہ کلمات کی بہت کثرت ہے مثلاً "محدث العصر"، "نابغۃ العصر" "الامام المجاہر فی سبیل اللہ"۔ پھر آپ کی شان میں "جمالِ یوسفی" اور "سیرۃ یوسفی" کی تلمیحی تراکیب۔ اتنے تک بھی غیر احد یہ ہے کہ ایک مضمون کا عنوان ہے "سیدی انت حبیبی" (مشہور نعت کے مصرعِ مشہور کا حصہ) حضرت سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق بعض آیات کو بھی ادھر چسپاں کیا گیا ہے۔ وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِى الْاَرْضِ، وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ..... الخ۔ (رمز یہ ہے کہ بنوری صاحب عالم حدیث تھے)۔ ایک صاحب نے تو اپنے مضمون میں بنوری صاحب کے کراچی آجانے پر "مَكَّنَّا لِيُوسُفَ" کا اطلاق فرمایا ہے۔ یہی آیت شروع کے رنگین اوراق میں بھی ڈیزائن کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ اور وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ .... بِالْبَيِّنٰتِ (مولانا یوسف کے ساتھ رسالہ بینات کے لیے اشارہ) اور "يٰاَسَفٰى عَلٰى يُوسُفَ .... مِنَ الْحُزْنِ" سے وفات کی تاریخ (یعنی ہجری وعیسوی سال کے اعداد) برآمد کیے گئے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" کو بھی چسپاں کر دیا گیا ہے اور اس سے بھی ہجری تاریخ نکالی گئی ہے۔ اس کے لیے بھی رنگین صفحہ ڈیزائن کیا گیا ہے۔ قرآن حضرات علماء کا اپنا ہے، احادیث اپنی، جس کو جہاں چاہیں برتیں۔ پوچھے کون ــ یاد آیا کہ ایک مرتبہ راقم نے اپنے قائد، استاد اور مربی کی رہائی پر ایک نوٹ کو عنوان دیا: "طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا"۔ اس پر گرفت ہوئی۔ حالانکہ بچوں کا گیت تھا، قرآنی آیت نہ تھی۔ تاہم میں نے فیصلہ کر لیا کہ انبیاء سے مخصوص الفاظ و عبارات کو دوسروں کے لیے استعمال نہیں کروں گا۔ کیونکہ بے احتیاطی زیادہ بڑی خرابیوں تک لے جاتی ہے۔

محمد یوسف لدھیانوی صاحب کا مضمون "المجاہر فی سبیل اللہ" پڑھ کر افسوس ہوا کہ بنوری صاحب کے کارناموں کو جمع کرنے والوں نے اُن کے عنادِ مودودی کا باب اس مجموعے میں شامل کر کے اسے داغدار کر دیا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ انہوں نے آخری عمر میں مودودی صاحب کے خلاف عربی کے ایک رسالہ (بہ عنوان "الاستاذ المودودی وشیٔ من حیاتہ وافکارہ") لکھ کر موسمِ حج میں تقسیم کرا کے بڑی خدمتِ دین انجام دی ہے، مگر دنیا بھر کے حجاج کے اس اجتماع نے اس رسالے کو بلحاظ اثر پذیری کے مسترد کر دیا۔ محمد یوسف لدھیانوی نے فتنۂ قادیانیت، فتنۂ مشرقی، فتنۂ پرویزی، فتنۂ ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے سلسلے میں بنوری صاحب کی غیرتِ دینی کا جلوہ دکھاتے

دکھاتے" فتنۂ مودودیت" کے خلاف بھی ان کی خدماتِ جلیلہ کا ذکر کیا ہے۔ مرحوم کی نگاہ میں مودودی تحریک ایک عظیم فتنہ تھی وہ اس پر" فیصلہ کن ضرب لگانا چاہتے تھے"۔ مولانا مودودی کے" زیغ وضلال کا منبع" مرحوم کی نگاہ میں یہ تھا کہ" کسی باخدا عالم کے جوتے سیدھے کرنے کی سعادت میسر نہیں آئی"۔ اور" ان کا علم قلب کا نہیں بلکہ قلم کا ہے"۔ اس لیے" ان کا علم علمائے راسخین کا نہیں زائغین کا ہے"۔ (وہ)" بمشکل عربی سمجھ سکتا ہے اور وہ بھی اردو ترجموں کی مدد سے"۔ لہٰذا یہ شخص کجرو، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے"۔ مزید الفاظ" طامات" " فسق" " ابتداع فی الدین"، " الحاد" " جہل بالدین" " غباوت علی الیقین" کے استعمال کیے ہیں۔ بنوری مرحوم مولانا مودودی کے" بیانات اور تحریروں میں تعارض اور تہافت" اور" سلف صالحین کی تحمیق وتجہیل" دیکھتے ہیں۔ آخری نتیجہ یہ ہے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے" جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں"۔ بنوری صاحب مولانا مودودی کے لیے" طولِ حیات اور رجوع الی الحق کی دعائیں" بھی فرماتے رہے۔ (اللہ رے تقشف وللّٰہیت) مسئلے کا حل یہ بتایا گیا کہ" وہ اپنی غلطیوں سے رجوع کرلیں"۔ یعنی مذہبی عدالت لگے، وہ فردِ جرم لگائے اور مولانا مودودی علمائے کرام کے سامنے تمام الزامات کا اقرار کرکے پھر اُن سے معافی مانگ لیں۔ مسئلہ علماء کی تسکین انا کا کچھ زیادہ ہی ہے۔

خیر ان تمام باتوں کا جواب دینے کا یہ مقام نہیں، اور بھرپور جواب ملک غلام علی صاحب اور دیگر علماء دے چکے ہیں۔ ہم تو معتقدین بنوری سے پوچھتے ہیں کہ مرحوم نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے جس اسلامی کونسل کے عضو بنے تھے کچھ اُن کو پتہ ہے کہ اس میں کتنے مریضانِ مودودیت یا فتنہ زدگان تھے، جن سے تعاون کے لیے وہ تیار ہو گئے۔ پنجابی کہاوت ہے" ماں دی سوکن، دھی دی سہیلی" یعنی ایک طرف ماں سے سوکناپا، دوسری طرف اس کی بیٹی سے دوستی۔ گرامی قدر علماء بھی کیسے کیسے تضاد رکھتے ہیں۔

مرتبین بینات نے مولانا مودودی کے خلاف پیغمبروں اور صحابہ اور بزرگوں کی توہین کے من گھڑت مقدمے کو تازہ کرکے دین وملت کے حق میں اچھا نہیں کیا۔ اس وقت جو عظیم نصب العین قوم کے بچے بچے کو بلا رہا ہے۔ اُس کے لیے" یہ فتنہ" اور" وہ فتنہ" کی بحثیں چھیڑنے اور فرقہ وارانہ اور

گروہی عصبیتوں کو اچھالنے کا موقع نہیں ہے۔ یہ تو فرصت کے مشغلے ہیں، پہلے بھی ہوتے رہے، آئندہ بھی آپ کی صلاحیتوں کو زنگ نہیں لگ جائے گا۔ اس وقت ساری قوم اتحاد کی راہ پر بڑھنے کی خواہشمند ہے۔ خدارا سیاسی لیڈروں کی طرح علماء اس قوم کو اس لمحے پراگندہ نہ کریں۔ بالخصوص کتاب وسنت سے اصولاً تمسک کرنے والوں کو اچھا ہے بعض امور ومسائل میں ان کے متعلق آپ کو مغالطہ رہے یا جائز اختلاف) بکھیرنے کا جُرم اتحادِ ملی کی اُس امانت میں دخل اندازی ہے جو حضورؐ کی طرف سے بطور میراث ودیعت ہوئی تھی۔ اُسے تباہ کرنے میں علما کا جتنا حصّہ ہے۔ اتنا شاید عوام کا نہیں۔ ہر عالم نے اپنا مدرسہ، اپنی مسجد اور اپنا ایک ٹولہ الگ بنا رکھا ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں ایسے عالم بھی ہیں جو دیوبندیت کو فتنہ سمجھتے ہیں، اور وہ بھی ہیں جو بریلویت کو، وہ بھی جو وہابیت کو، وہ بھی جو تصوف کو ــــ آخر ان ناوک اندازیوں سے بچے گا کون؟ کون اسلام کا متفق علیہ نمائندہ ہوگا؟ جب بھی آپ کو ملحدانہ مادیت کے عالمگیر سیلاب کی چڑھتی موجوں سے نبرد آزمائی کا خیال آئے گا تو آپ ایسے ایک ایک شخص کو سر آنکھوں پہ بٹھا کر اس کا تعاون حاصل کریں گے جو خدائے واحد کی عبادت کے ساتھ سنت رسول کی اطاعت کو زندگی کا اصولِ اساسی مانتا ہو۔ موجودہ مذہبی طوائف الملوکی تو یہ بتاتی ہے کہ آپ کو ابھی تک حقیقی اور خوفناک دشمن قوت کا پورا شعور ہی نہیں۔

اظہار اختلاف کا حق استعمال کرنے کے باوجود، میں مولانا مودودی کے سکھائے ہوئے مسلکِ حق کے مطابق، اقامتِ دین کے مقصد کے تحت اہل سنت والجماعت کے تمام گروہوں کے لیے اپنے دل کے دروازے کھلے رکھتا ہوں اور وقتاً فوقتاً مختلف اطراف سے ساری شرعی کلوخ اندازیوں سے صرف نظر کر کے میں چاہتا ہوں کہ مولانا یوسف بنوری کے متعلق بینات کے اس خاص نمبر سے زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کریں، اور اُن کے لیے مغفرت کی دعا کریں خصوصاً یہ دُعا کہ مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کے خلاف اُن کی طرف سے بعض مغالطوں کے تحت جو کچھ زیادتیاں ہوئی ہیں۔ (اور ان کا جواب بلفظہٖ دیا جا چکا ہے) خداوند قدوس اُن سے درگذر فرمائے۔ نیز جو بُعد اُن کی تحریر وتقریر سے جماعت اسلامی اور اہل توحید وسنت کے دوسرے گروہوں کے درمیان واقع ہوا ہے، وہ یکسر ختم ہو جائے اور ساری ملت متحد ہو کر نظامِ مصطفیٰؐ کی اقامت کے لیے کام کرے۔

ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء
مؤلف: حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی
سائز: ۲۳ × ۳۶ / ۸ صفحات ۶۲۴
کاغذ: جرمنی آفسٹ پیپر
جلد نہایت درجہ اعلیٰ و مزین
قیمت: یک صد روپیہ
ناشر: سہیل اکیڈمی - لاہور

اشاعت میں آنے والی کتابوں کی نوعیت اور مقبولیت کسی معاشرے کے رجحانات کا ایک حد تک پیمانہ ہو سکتی ہے۔ گذشتہ دس پندرہ برس میں تفاسیر اور مجموعہ ہائے احادیث کے علاوہ علمائے سلف کی مشہور و متداول دینی کتب اور ان کے تراجم، تاریخ سیر، کلام، فقہ اور تصوف سے متعلق لٹریچر اور اسلامی نظام حیات کے مختلف شعبوں کے بارے میں تحقیقی کتابیں جس رفتار سے شائع اور مقبول ہوئی ہیں، اس سے ظاہر و عیاں ہے کہ پاکستان کا اجتماعی و ملی ذہن اس سرزمین پر اسلامی زندگی کا فروغ چاہتا ہے۔

سہیل اکیڈمی لاہور کی اس دینی و علمی خدمت کے لیے ہم شکر گذار ہیں کہ اس نے شاہ ولی اللہ دہلوی کی مشہور مگر کمیاب کتاب "ازالۃ الخفاء" کو بہت خوبصورت پیرائے میں چھاپ کر ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔

شاہ صاحب کی اس کتاب کی معنویت کو سمجھنے کے لیے یہ حقیقت سامنے رکھنا مفید ہوگا کہ تاریخ کے ہر دور میں جب کوئی فتنہ دین کے خلاف اٹھا ہے، اس کی وجہ سے جو بھی اذیتیں مسلمانوں کو پہنچی ہوں، ایک فائدہ بہر حال ہوا- وہ یہ کہ جواباً علمائے حق نے ایسی دینی و علمی خدمات انجام دیں کہ وہ ملت کے لیے سرمایہ نور و ہدایت بن گئیں۔ مثلاً حضرت امام مالکؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام ابن تیمیہ کے کیے ہوئے کام کو ——— سیاسی دائرے میں یا علمی دائرے میں ——— دیکھیے کہ اسلامی دائرے میں ابھرنے والے تخریبی عوامل نے دوسری طرف کیا کیا ثمرات پیدا کر دیئے۔ اس لحاظ سے فتنے وہ کھاد ثابت ہوتے ہیں جس کے اثر سے چمنستان حق کی کوئی نہ کوئی کیاری از سرِ نو زور شور سے لہلہا اٹھتی ہے۔ ہمارے ہاں اس کی ایک مثال حضرت مجدد الف ثانیؒ کا انجام دیا ہوا کارنامہ ہے جو اس سرزمین پر وہ پہلا سوتا جاری کر گئے جس سے آگے چل کر کئی ندیاں اور دریا چاروں طرف پھیل جاتے ہیں۔ ازالۃ الخفاء

کے ذریعے ایسی ہی گراں بہا خدمت حضرت شاہ ولی اللہ نے انجام دی ہے۔ وہ ایک دور تھا جس میں شیعوں میں سے غیر معتدل مزاج کے گروہوں نے اس سیاسی مقصد کے تحت کہ اسلامی نظام پر اہلِ سنت کو جمع نہ ہونے دیا جائے۔ دین گریز عناصر کی سرپرستی میں صحابۂ کرام خصوصاً خلفائے راشدین کی مخالفت میں رفض و بدعت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ یہی مدوجزر اکبر اور جہانگیر کے دور میں بھی دکھائی دیتا ہے اور اس کا انعکاس حضرت مجددؒ کی کتابوں اور مکاتیب میں موجود ہے اور پھر اسی کا سامنا مغلیہ حکومت کے آخری دور میں بھی معاشرے کو کرنا پڑا۔ فتنہ کے اس مدوجزر کا توڑ کرنے کے لیے اعلیٰ درجہ کی علمی کتاب ازالۃ الخفاء شاہ صاحب نے لکھی۔ یہ اپنے مواد اور استدلال اور زورِ بیان کے لحاظ سے سیوطی کی تاریخ الخلفاء اور دوسری پرانی تاریخی کتابوں سے بہت برتر ہے۔ ٹھنڈی فضا میں تحقیق و تدوین کا مزاج اور ہوتا ہے، اور مزاحمت و مخالفت کی فضا میں دوسرا۔ کشمکش کی فضا اہلِ حق کے جوابِ دعویٰ کو بہت پُرزور بنا دیتی ہے۔ حق یہ ہے کہ شاہ صاحب کی کتاب کو پڑھ کر نہ صرف خلفائے راشدین کا اعلیٰ مرتبہ سامنے آتا ہے، بلکہ پوری جماعت صحابہ کی شان بھی نمایاں ہوتی ہے اور خود نبوت کی تجلیات بھی خراجِ نگاہ وصول کرتی ہیں۔ بحث کے دوران میں بہت سے ایسے مسائل کی گرہیں کھلتی ہیں جو متداول اختلافی بحثوں کی وجہ سے پیچیدہ ہو جاتی ہیں۔ بہت سی آیاتِ قرآنی کا مفہوم ایک خاص مبحث کے پس منظر میں واضح تر ہو جاتا ہے، اور کتنی ہی احادیث کے خزائنِ اسرار قاری کے سامنے کھلتے جاتے ہیں۔

میں نے چند برس پہلے یہ کتاب پڑھی تھی تو بہت سے دینی اور تاریخی معاملات کو سمجھنے کے لیے گویا ایک چراغ ہاتھ آ گیا۔ لیکن اب جس خوبصورت پیرائے میں کتاب سامنے آئی ہے، اس کی کشش مجھ سے تقاضا کر رہی ہے کہ ایک بار پھر اسے پہلے سے زیادہ غور و خوض سے پڑھ کر بھرپور استفادہ کروں۔

آج اس کتاب کو خریدنا نہ صرف ایک سرمایۂ علم کو حاصل کرنا ہے بلکہ ناشر کی تحسین کا ذریعہ بھی ہے جس نے بہت سا سرمایہ صرف کر کے اس کتاب کو بڑی معیاری خوبصورتی کے ساتھ ہماری روشنیٔ دل و دماغ کا سامان کیا ہے۔